شہید کربلا اور ماہ محرم

فضائل و مسائل

- ○ محرم اسلامی سال کا اوّل مہینہ
- ○ محرم کے روزوں کی فضیلت
- ○ حضرات صحابہ کرامؓ کا مقام
- ○ نواسۂ رسول حضرت حسینؓ کے فضائل
- ○ ”یزید“ اسلاف اُمت کی نظر میں
- ○ محرم کے فضائل
- ○ ماہ محرم کی بدعات و رسومات
- ○ کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
- ○ شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ
- ○ محرم الحرام کے چند اہم واقعات

مرتب

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ناشر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محرم'' اسلامی سال کا اول مہینہ

ماہ محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے جو اپنی برکات وفضائل میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس مہینہ کی تاریخی حیثیت تو اپنی جگہ مسلم ہے لیکن اس کی حرمت اور آنحضرت ﷺ کے اس مہینہ میں خصوصی اعمال اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ تاریخ اسلامی کے کئی واقعات اسی مہینہ میں پیش آئے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تاریخ کے بیشتر اہم اور سبق آموز واقعات اسی مہینہ میں رونما ہوئے۔ لہذا جہاں ماہ محرم سال نو کی ابتداء کی نوید دیتا ہے وہیں ان واقعات وحادثات کی بھی خبر دیتا ہے جن کا یاد رکھنا امت مسلمہ کے لئے ضروری ہے۔ زندہ اقوام کی علامت یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی تاریخ، اسلاف کے کارناموں اور واقعات سے بے خبر نہیں رہتیں۔ تو محرم کا آغاز ہمیں ان تاریخی حقائق سے باخبر ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

سن ہجری کی ابتداء

مسلمانوں کی باقاعدہ تاریخ کا آغاز آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے ہوا۔ اس سے قبل مسلمان سنِ نبوت یا آنحضرت ﷺ کے آخری حج وغیرہ سے تاریخ کا حساب کیا کرتے تھے، باقاعدہ سن مقرر نہیں تھا۔ اہل عرب کے ہاں مختلف واقعات مشہور تھے جن کی بنیاد پر تاریخ کا تخمینہ لگاتے تھے۔ مثلاً جنگ بسوس، جنگ داحس، جنگ فجار اور عام الفیل وغیرہ (الکامل لابن اثیر: ج:۱: ص:۱۳،۱۴: دار الکتب العلمیہ)

اس لئے باضابطہ سن مقرر کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور فتوحات کا سلسلہ بڑھا تو عرب

کے علاوہ دیگر عجم ممالک میں بھی اسلامی حکومت باقاعدہ طور پر معرض وجود میں آئی تو انفرادی واجتماعی اور سرکاری سطح پر اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ باقاعدہ طور پر کوئی سن مقرر کیا جائے۔

چنانچہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشاورت فرمائی اور سن ہجری کا تقرر ہوا یعنی آنحضرت ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت کے واقعہ کو اسلامی تقویم کی بنیاد بنایا گیا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر: ج:۱، ص:۴۴)

نیز حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس بات پر بھی اتفاق ہوا کہ سال کی ابتداء ماہ محرم سے کی جائے۔ چنانچہ محرم ہی سے اسلامی سال کا آغاز ہونے لگا۔ (المختصر فی اخبار البشر لابی الفداء اسماعیل بن علی: ج:۱، ص:۸۰، الہجرۃ النبویہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل سنت ہے!

ماہ محرم سے اسلامی سال کا آغاز کرنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے سنت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے طریقے کی طرح خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے کو بھی سنت فرمایا ہے۔ صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک اپنی جگہ ہدایت کے آفتاب کا روشن ستارہ ہے۔ لیکن ان میں جیسا فیض خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو درجہ بدرجہ حاصل ہوا مجموعی لحاظ سے وہ دوسروں سے افضل واعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے متصلاً بعد انہی ہستیوں کو اپنے دین حق کی ترویج واشاعت کے لئے زمین کی نیابت وخلافت سپرد فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان کو معیار حق بتلاتے ہوئے ان کی اتباع کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّا شِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ" ۔ (سنن ابوداؤد: ج:۲: ص:۲۸۷: باب فی لزوم السنۃ)

ترجمہ: میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنی اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اسلامی سال کی ابتداء کے لئے واقعہ ہجرت کو بنیاد قرار دے کر ماہ محرم سے اس کا آغاز فرمایا ہے۔ لہذا اسکے مطابق اپنے روزمرہ کے معمولات کا حساب لگانا سنت پر عمل کرنا شمار ہوتا ہے۔

ماہِ محرم کے فضائل

ماہ محرم اپنی فضیلت وعظمت، حرمت و برکت اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے انفرادی خصوصیت کا حامل ہے۔ اسی وجہ سے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی دور میں اس کے اعزاز واکرام میں قتال کو ممنوع قرار دیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

"قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ" ۔ (البقرہ:۲۱۷)

ترجمہ: کہہ دیجئے اس میں قتال کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اسے حرمت والے مہینوں میں سے بھی شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

"اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً ......مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ" ۔ (التوبہ:۳۶)

ترجمہ: مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہے...... ان میں چار مہینے ادب کے ہیں۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْأَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ،

اَلسَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْراً، مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَ ذُوالْحَجَّةِ وَ الْمُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَ شَعْبَانَ . (صحیح بخاری :ج ۲:ص:۶۷۲: باب قولہ ان عدۃ الشہور الخ)

ترجمہ: زمانے کی رفتار وہی ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ ایک سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں جن میں سے تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور ایک مہینہ رجب کا ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

محرم کے روزوں کی فضیلت

یوں تو اس ماہ میں کی جانے والے ہر عبادت قابل قدر اور باعث اجر ہے مگر احادیث مبارکہ میں محرم کے روزوں کی خصوصی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”وَاَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِیَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ“ ۔(مسلم:ج :۱:ص:۳۶۸: باب فضل صوم المحرم)

ترجمہ: رمضان کے روزوں کے بعد سب سے بہترین روزے اللہ کے مہینہ ”محرم“ کے روزے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ” مَنْ صَامَ یَوْماً مِنَ الْمُحَرَّمِ فَلَهُ بِكُلِّ یَوْمٍ ثَلَاثُوْنَ یَوْماً “.** (غنیۃ الطالبین للشیخ جیلانیؒ:ص:۳۱۴: مجلس فی فضائل یوم عاشوراء)

ترجمہ: جو محرم کے ایک دن کا روزہ رکھے اسکو ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

پھر اس ماہ کے تمام ایام میں سے اللہ رب العزت نے "یوم عاشوراء" کو ایک ممتاز مقام عطاء فرمایا ہے۔ یہ دن بہت سے فضائل کا حامل اور نیکیوں کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ ارشاد نبوی ہے: " وَ صِیَامُ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِی قَبْلَہٗ". (صحیح مسلم: ج:۱: ص:۳۶۷: باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام الخ)

ترجمہ: جو شخص عاشورا کے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے گزشتہ سال کے (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ فرمان ہے: " مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَحَرّٰی صِیَامَ یَوْمٍ فَضَّلَہٗ عَلٰی غَیْرِہٖ اِلَّا ھٰذَا الْیَوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ ھٰذَا الشَّھْرَ یَعْنِیْ شَھْرَ رَمَضَانَ"۔ (صحیح بخاری: ج:۱ ص:۲۶۸: باب صیام یوم عاشوراء)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ رمضان المبارک کے مہینہ اور دس محرم کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

نوٹ : اہل ایمان کو یہود کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اور اس دسویں محرم کا روزہ چونکہ یہود بھی رکھتے ہیں اس لئے اب ہمارے لئے حکم یہ ہے کہ دسویں تاریخ کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ بھی رکھیں تاکہ سنت بھی ادا ہو جائے اور مخالفتِ یہود کا پہلو بھی نکل آئے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے:

" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : صُوْمُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ خَالِفُوْا فِیْہِ الیَھُوْد وَصُوْمُوْا قَبْلَہٗ یَوْماً اَوْ بَعْدَہٗ یَوْماً"۔ (مسند احمد: ج:۱: ص:۲۴۱ حدیث نمبر ۲۱۵۴)

ترجمہ: تم عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو اور اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ بھی رکھو۔

عاشورا کے دن اہل وعیال پر وسعت سے خرچ کرنا

دسویں محرم کے دن اپنی استطاعت کے مطابق حلال آمدنی سے اپنے اہل وعیال پر کھانے پینے میں وسعت کرنا برکت رزق کا ذریعہ اور فقر و فاقہ سے نجات کا سبب ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: **مَنْ وَسَّعَ عَلٰی نَفْسِہٖ وَ اَھْلِہٖ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَائِرَ سَنَتِہٖ**“۔ (الاستذکار لابن عبدالبر المالکی ج:۳: ص:۳۳۱ کتاب الصیام)

ترجمہ: جو آدمی اپنے آپ پر اور اپنے گھر والوں پر عاشوراء کے دن (کھانے پینے میں) وسعت کرے گا اللہ تعالی اس پر پورے سال وسعت فرمائیں گے۔

یعنی اس مبارک عمل کی تاثیر یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالی سارے سال رزق میں فراخی اور وسعت کر دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے جلیل القدر صحابی حضرت جابرؓ، مشہور محدث یحیٰ بن سعیدؒ اور معروف امام وفقیہ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو درست اور اسی طرح پایا۔ (ایضاً)

لیکن یہ بات واضح رہے کہ مذکورہ امور جس درجے میں ثابت ہیں ان کو اسی درجے میں رکھ کر مانا اور عمل جائے افراط وتفریط سے از حد اجتناب کیا جائے۔

ماہ محرم کی بدعات ورسومات

ماہ محرم برکات کا حامل مہنیہ ہے لیکن بعض لوگ اس کی برکات سے فائدہ حاصل کرنے کی بجائے بدعات ورسومات میں پڑ کر اس کی حقیقی فضیلت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں چند بدعات ورسومات کی نشاندہی کی جاتی ہے تاکہ ان سے بچ کر صحیح اعمال اختیار کیا جائیں۔

تعزیہ:

تعزیہ کرنا ناجائز ہے کیوں کہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے " أَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ"۔ (الصافات:۹۵) ترجمہ: کیا تم ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جس کو خود ہی تم نے تراشا اور بنایا ہے۔ ظاہر ہے کہ تعزیہ انسان اپنے ہاتھ سے تراش کر بناتا ہے پھر منت مانی جاتی ہے اور اس سے مرادیں مانی جاتی ہیں، اسکے سامنے اولاد وغیرہ کی صحت کی دعائیں کی جاتی ہیں اس کو سجدہ کیا جاتا ہے اس کی زیارت کو زیارت امام حسین سمجھا جاتا ہے یہ سب باتیں روح ایمان اور تعلیم اسلام کے اعتبار سے ناجائز ہیں۔

مجالس:

ذکر شہادت کے لیے مجالس منعقد کرنا، ان میں ماتم کرنا، نوحہ کرنا روافض کی مشابہت کرنے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ کیوں کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

" مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ "۔ (سنن ابی داوٗد: ج:۲: ص:۲۰۳ باب فی لبس الشہرۃ)

ترجمہ: جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اس قوم میں سے ہے۔

علامہ ابن حجر الہیثمی المکیؒ لکھتے ہیں: "وَاِيَّاهُ ثُمَّ اِيَّاهُ اَنْ يَّشْغَلَهُ بِبِدَعِ الرَّافِضَةِ مِنَ النَّدْبِ وَالنِّيَاحَةِ وَالْحُزْنِ اِذْ لَيْسَ ذٰلِكَ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِلَّا لَكَانَ يَوْمُ وَفَاتِهٖ ﷺ اَوْلٰى بِذٰلِكَ وَاَحْرٰى"۔ (الصواعق المحرقہ: ج:۲: ص:۵۳۴)

ترجمہ: خبردار (اس محرم کا) روافض کی بدعتوں میں مبتلاء نہ ہونا جیسے مرثیہ خوانی، آہ وبکاہ، اوع رنج والم وغیرہ کیوں کہ یہ مسلمانوں کی شایان شان نہیں اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو اس کا زیادہ مستحق حضور ﷺ کا یوم وفات ہوسکتا تھا۔

محرم کو غم کا مہینہ سمجھنا: ۔

بعض لوگ اس مہنہ کو رنج والم کا مہینہ سمجھتے ہیں اور اس میں شادی بیاہ اور خوشی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہوئے مختلف قسم کے سوگ مناتے ہیں جیسا کہ کالا لباس پہننا عورتوں کا زیب زینت اور بناؤ سنگھار چھوڑ دینا نوحہ ماتم کرنا وغیرہ۔ ان لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کیوں کہ احادیث مبارکہ میں اس کے بہت سارے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ لہذا اس مہینہ کو غم کا مہینہ سمجھنا درست نہیں ہے۔

محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ نہ کرنا:

بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ محرم کے مہینہ خصوصاً محرم کے شروع کے دس دنوں میں شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات وغیرہ کرنا حرام ہے اور اس مہینہ میں خوشی کی تقریبات کرنے میں خیر و برکت نہیں ہوتی اور وہ کام منحوس ہو جاتا ہے اس میں بعض پڑھے لکھے لوگ بھی مبتلاء ہیں۔ یہ سوچ غلط ہے کیونکہ شریعت میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ شریعت میں محرم یا کسی دوسرے مہینہ میں نکاح سے منع نہیں کیا گیا اور اس مہینہ میں زیادہ عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور نکاح بھی ایک عبادت ہے کیوں کہ نکاح سے اللہ کا قرب اور تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے: ”اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ کَمُلَ نِصْفُ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ“۔ (شعب الایمان للبیہقی: ج:۴: ص:۳۸۳: رقم الحدیث:۵۱۰۰)

ترجمہ: جب آدمی شادی کرتا ہے تو اس کا آدھا دین مکمل ہو جاتا ہے تو اس کو چاہئے باقی آدھے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ لہذا اس ماہ میں نکاح کرنا ممنوع نہیں ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر سبیل ادا کرنا:

بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کو لوگ محرم کے دس دنوں میں بڑی پابندی کے ساتھ کرتے ہیں مثلاً حضرت حسین کے نام پر سبیل لگانا اور کھانا پکا کر کھلانا اس کو کارِ ثواب سمجھا جاتا ہے لیکن اس میں کئی خرابیاں ہیں۔ محرم کے مہینہ کو خاص طور پر پہلے عشرہ میں سبیلیں لگانا پانی شربت وغیرہ کو خاص کرنا یہ دین میں زیادتی ہے لوگ اس میں ایک غلط عقیدہ یہ بھی رکھتے ہیں کہ حضرت حسین ؓ کربلا میں بھوکے پیاسے شہید ہوئے تھے یہ کھانا اور شربت ان کی پیاس کو بجھائے گا سو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

دس محرم کو کاروبار اور روزی میں تنگی کا تصور:

یہ کہا جاتا ہے کہ دس محرم کو کاروبار کرنے کی وجہ سے پورے سال روزی میں تنگی رہتی ہے۔ لہذا محرم کے دس دنوں میں کاروبار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ عقیدہ بناوٹی اور باطل ہے کیوں کہ شریعت میں ایسی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ جہالت کی وجہ سے لوگ ان دنوں میں کاروبار چھوڑ کر ماتم اور نوحہ کی مجلس میں شرکت کرتے ہیں، حالانکہ یہی عمل روزی میں تنگی کا سبب ہے۔

نوحہ:

غم اور مصیبت میں آنسوں بہہ جائیں اس پر شریعت میں کوئی منع نہیں۔ لیکن نوحہ کرنا اور ماتم کرنا اور میت کے اوصاف کو بیان کر کے رونا گناہ ہے۔ کیوں کہ نوحہ کرنے، چیخنے، چلانے، کپڑے پھاڑنے اور منہ پر طماچے مارنے وغیرہ جیسے کام شریعت میں منع ہیں اور آج کل جو محرم میں ماتم اور نوحہ کیا جاتا ہے یہ صبر کے بھی خلاف ہے۔ قرآن کریم نے خود صبر کی تلقین کی ہے: ”وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ“۔ (نحل:۱۲۷)

ترجمہ: آپ صبر کریں آپ کا صبر کرنا اللہ کے لیے ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِا لصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّا بِرِ یْنَ “۔ (بقرہ:۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نماز اور صبر کے ذریعے اپنے رب سے مدد طلب کرو، اس لئے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

محرم میں قبرستان جانے کی پابندی کرنا:

بہت سے علاقوں میں یہ رسم موجود ہے کہ لوگ دس محرم کو قبرستان جاتے ہیں، قبروں کی لپائی کرتے ہیں، اس پر بتیاں جلاتے ہیں اور پھول دال دانے وغیرہ ڈالتے ہیں۔ ان کاموں کو خاص طور پر محرم کے دنوں میں کرنا اور ان دنوں میں مقصود سمجھنا بدعت ہے کیوں کہ شریعت نے ان کاموں کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا اور نہ ہی ان دنوں میں اس کی کوئی فضیلت بیان کی ہے۔ لہذا اس سے بچنا چاہئے۔ اس میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اس دن عورتیں قبرستان جاتی ہیں۔ اس دور میں ان کا قبرستان جانا فتنہ سے خالی نہیں۔ نیز حدیث میں اس کی ممانعت بھی آئی ہے: ”لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ “۔ (جامع الترمذی: ج:۱: ص:۷۳: باب ماجاء فی کراھیۃ ان یتخذ علی القبر مسجدا)

ترجمہ: حضور ﷺ نے قبرون کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اور قبروں کے اوپر چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام

اہل السنّت والجماعت کا نظریہ ہے کہ ” اَلصَّحَا بَۃُ کُلُّھُمْ عَدُوْلٌ “۔ (مقدمہ ابن الصلاح: ص:۵۰، مرقاۃ ملا علی قاری: ج:۱: ص:۳۳۰)

یعنی صحابہ کرام سارے کے سارے عادل، پاکباز، صالح اور امین تھے۔ اس

نظریے کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے اور حدیث رسول ﷺ سے بھی۔ چند دلائل قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

۱:۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:" وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" (توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: جو لوگ قدیم ہیں اور سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے۔

۲:۔ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ"۔(الفتح:۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان مؤمنین (صحابہ) سے راضی ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی شان اور مرتبہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام سے اپنی رضامندی کا بھی اظہار کیا۔

احادیث مبارکہ میں بھی صحابہ کرام کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

۱۔"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ"۔(صحیح البخاری: ج:۱:ص:۵۱۸:باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا، صحیح مسلم: ج:۲:ص:۳۱۰:باب تحریم سب الصحابۃ)

ترجمہ: میرے صحابہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ مت بناؤ اگر تم میں سے کوئی ایک احد پہاڑ کے برابر (بھی) سونا خرچ کرے تو صحابہ کی مٹھی بھر سخاوت کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۲:۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:" اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ "۔(المعجم الاوسط للطبرانی: ج:۳:ص:۲۰۴:رقم:۲۹۲۹)

ترجمہ: میرے صحابہ کا اکرام کرو اور ان کی عزت کرو۔

قرآن وسنت کے ان واضح ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ معیار حق ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا پروانہ لئے ہوئے ہیں اور امت مسلمہ کے لیے ہدایت کے روشن ستارے ہیں ان پر طعن وتشنیع کرنا اور ان کے خلاف کسی قسم کی بدزبانی وبدگمانی کرنا جائز نہیں۔

کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے ابتداء میں والدین سے اسلام کو پوشیدہ رکھا اور فتح مکہ میں اسلام کا اظہار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید اور قد لمبا تھا سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اللہ رب العزت نے آپ کو حسن صورت سے نوازا تھا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے: ھٰذَا کِسْرَی الْعَرَبِ "۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص:۱۵۵)

ترجمہ: یہ تو عرب کے کسریٰ (بادشاہ کا نام) ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے سسرالی رشتے دار تھے آپ کی ہمشیرہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں اس لحاظ سے آپؓ حضور علیہ السلام کے برادر نسبتی ہوئے، اس کے علاوہ آپ کو کاتب وحی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ آپؓ کے لیے حضور اکرم ﷺ نے ان مبارک الفاظ میں دعا فرمائی: " اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَةَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ "۔ (مسند احمد: ج:۴: ص:۱۲۷ رقم الحدیث :۱۷۱۹۲) ترجمہ: یا اللہ معاویہؓ کو حساب کتاب سکھا دے اور برے عذاب سے ان کو محفوظ رکھ۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے علم اور سخاوت کے بارے میں ارشاد فرمایا: " وَمُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ اَحْلَمُ اُمَّتِیْ وَاَجْوَدُھَا "۔ (الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی: ج:۱: ص:۴۳۸: رقم الحدیث:۱۷۸۷)

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان میری امت میں سب سے زیادہ حلیم اور سخی ہیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ اُم المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کے پاس تشریف لائے حضرت معاویہ کا سر ام حبیبہ کی گود میں تھا آپؓ ان کی جوئیں دیکھ رہیں تھیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم معاویہ کو چاہتی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہ چاہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’اللہ اور اللہ کا رسول بھی معاویہ کو چاہتے ہیں‘‘۔ (تطہیر الجنان از ابن حجر المکیؒ: ص:۳۱: مترجم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ’’یا محمد! معاویہ رضی اللہ عنہ سے کام لیجئے کیوں کہ وہ خدا کی کتاب پر امین ہیں‘‘۔ (تطہیر الجنان: ص:۳۰: مترجم)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَا دِياً مَهْدِياً وَاهْدِ بِهٖ**‘‘۔ (جامع الترمذی: ج:۲: ص:۲۲۴ باب مناقب معاویہؓ)

ترجمہ: اے اللہ معاویہؓ کو راہ دکھانے والا، ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔

حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ’’**قَتْلَایَ وَقَتْلٰی مُعَاوِيَةَ فِی الْجَنَّةِ**‘‘۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج:۱۹: ص:۳۰۷: رقم الحدیث:۶۸۸)

ترجمہ: کہ میرے لشکر کے مقتول اور معاویہؓ کے لشکر کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔

سیدنا امیر معاویہؓ کے بارے میں امام عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا گیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! حضرت امیر معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ ابن مبارک نے کہا خدا قسم! وہ غبار جو معاویہؓ کی ناک کے سوراخ میں چلی گئی وہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے افضل ہے۔ (البدایہ والنہایہ: ج:۸: ص:۱۴۸)

نواسہ رسول ﷺ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

حضرت حسینؓ کی فضیلت کے لیے نواسہ رسول ہونے کی نسبت ہی بہت بڑی ہے۔ نیز آنحضرت ﷺ کے کئی ارشادات سے آپ کی قدر ومنزلت معلوم ہوتی ہے۔ چند احایث یہ ہیں:

۱:۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

”اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اِبْنَایَ مَنْ اَحَبَّھُمَا اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ دَخَلَہُ الْجَنَّۃَ“۔ (مستدرک حاکم: ج:۳: ص:۱۸۱)

ترجمہ: حسن اور حسین میری بیٹے ہیں جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تو اس سے اللہ محبت کرے گا اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

۲:۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ“۔ (جامع الترمذی: ج:۲: ص:۲۱۷ باب مناقب الحسن والحسین) ترجمہ: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

۳:۔ **عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَمَعَہٗ حَسَنٌ وَحُسَیْنٌ ھٰذَا عَلٰی عَاتِقِہٖ وَھٰذا عَلٰی عَاتِقِہٖ وَھُوَ یَلْثِمُ ھٰذَا مَرَّۃً ویلثم ھٰذَا مَرَّۃً“۔** (مسند احمد: ج:۲: ص:۴۰۰ رقم:۹۶۷۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت حسن اور حضرت حسین دونوں تھے، ایک ایک

کندھے پر سوار تھا اور دوسرا دوسرے کندھے پر اور آپ ﷺ ایک دفعہ ایک کا بوسہ لیتے اور دوسری دفعہ دوسرے کا۔

۴:۔ حضرت ابو ہریرۃؓ کے بارے میں مروی ہے کہ سیدنا حسینؓ کسی جنازہ پر گئے تو حضرت ابو ہریرۃؓ بھی ان کے ساتھ تھے۔ واپسی پر حضرت حسینؓ کو کچھ تھکاوٹ محسوس ہوئی تو استراحت فرمانے لگے۔ جب آپؓ لیٹے تو ابو ہریرہؓ آپ کے قدموں سے راستہ کا غبار ہٹانے لگے۔ سیدنا حضرت حسین کو ایسے بزرگ صحابی کا یہ کام کرتے ندامت ہوئی اس لئے فرمایا آپ کیوں کر رہے ہیں؟ حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا آپ اس بات کو چھوڑیئے اور مجھے اپنا کام کرنے دیجئے۔ بخدا آپ کی جو فضیلت مجھے معلوم ہے اگر دوسروں کو معلوم ہو جائے تو وہ آپ کو کندھوں اور گردنوں پر اٹھائیں۔ (سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج:۳: ص:۱۹۳)

۵:۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ نے جو کہ عمر اور دیگر اوصاف میں سیدنا حسین سے بڑھ کر تھے سیدنا حسین کو بڑے احترام کے ساتھ سواری پر سوار کرایا۔ راوی حدیث نے اتنا احترام کرتے دیکھا تو یہ پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں؟ فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے حضرت حسینؓ ہیں اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہوا کہ میں نے ان کو اس احترام کے ساتھ سوار کرایا ہے۔ (مختصر تاریخ ابن عساکر: ج:۷: ص:۱۲۸)

شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حضرت حسینؓ نے جب اہل کوفہ کے پر زور اصرار پر رخت سفر باندھنے کا ارادہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور آپ کے بھائی محمد بن حنیفہؒ نے خیر خواہانہ طور پر جانے سے روکا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج:۳: ص:۲۰۳، مصنف ابن ابی

شیبہ: ج:۱۵: ص:۹۶: رقم الحدیث:۳۸۵۱۹) مگر چونکہ آپ سفر کا عزم کر چکے تھے اس لئے یہ مشورہ قبول نہ کیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔

دوران سفر آپ نے اپنے چچا زاد برادر مسلم بن عقیل کو کوفہ میں قاصد بنا کر بھیجا۔ تا کہ وہاں کے حالات دیکھیں اور ہمیں مطلع کریں کہ اگر حالات درست ہوں تو ہم یہ سفر اختیار کریں۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو بارہ ہزار کوفیوں نے آپ کی بیعت کی۔ (الاصابہ ج۲ ص۷۸ تحت الحسین بن علی)

ان حالات کے پیش نظر آپ نے حضرت حسینؓ کو اطلاع دی کہ حالات سازگار ہیں آپ تشریف لائیں۔ حضرت حسینؓ سفر ہی میں تھے کہ اطلاع ملی کہ عبیداللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل کو قتل کرا دیا ہے۔ یہ خبر سن کر رفقاء سفر نے قصاص لئے بغیر جانے سے انکار کر دیا۔ (فوائد نافعہ از مولانا محمد نافع: ج:۲: ص:۲۳۱)

چنانچہ قافلہ روانہ ہوا۔ مقام قادسیہ سے کچھ آگے پہنچا تو حر بن یزید ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور اسے اس بات کا پابند کیا گیا تھا کہ حضرت حسینؓ کو مع ان کے لشکر کے گرفتار کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا جائے۔ حضرت حسین بن علیؓ نے یہ منظر دیکھ کر اسکو تنبیہ فرمائی کہ تم نے خود ہی خطوط لکھ کر مجھے بلوایا ہے، اب دغا بازی کیوں کرتے ہو؟ پھر آپ نے تمام خطوط اس کو دکھائے تو حر بن یزید نے آپ کو دھمکی آمیز لہجہ میں کہا: ”جنگ سے باز رہو! بصورت دیگر قتل کر دیئے جاؤ گے“۔ یہ سن کر ابن علیؓ نے فرمایا: ”سَامْضِی وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلٰی الْفَتٰی اِذَا مَا نَوٰی حَقًّا وَجَاهَدَ مُسْلِماً“۔ (میں روانہ ہوتا ہوں اور نوجوان مرد کے لیے موت کوئی ذلت نہیں ہے، جب کہ اس کی نیت حق ہو اور راہ اسلام میں جہاد کرنے والا ہو) پھر

آپ نے دوسرا قاصد روانہ کیا جس کا نام قیس بن مسہر تھا، ابن زیاد نے اس کو بھی قتل کروادیا جب اس بات کی خبر حضرت حسینؓ کو ہوئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں جاری ہو گئے۔ (تاریخ ابن خلدون:۲:ص:۵۲۴تا۵۲۶، البدایہ والنہایہ:ج:۴:ص:۵۷۰)

بالآخر آپ بہت طویل مسافت طے کر کے ۲محرم ۶۰ھ میں میدان کربلا میں پہنچ گئے۔ ادھر ابن زیاد نے عمر بن سعد کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر میدان جنگ کی طرف روانہ کر دیا۔ جب اسکی آپؓ سے ملاقات ہوئی تو آمد مقصد پوچھا، تو حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد کے سامنے ایک پیشکش کی کہ......آپ لوگ میری طرف سے ان تین چیزوں میں سے ایک چیز کو اختیار کرلیں:

۱: یا تو میں اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانا چاہتا ہوں مجھے جانے دیا جائے تا کہ وہاں خوزہ اسلام کی حفاظت کرسکوں۔

۲: یا میں مدینہ منورہ کی طرف چلا جاؤں مجھے واپس جانے دیا جائے۔

۳: مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید سے اس معاملہ میں بالمشافہ بات کرسکوں۔ (فوائد نافعہ:ج:۲:ص:۲۳۲ملخصاً)

عمر بن سعد نے اس بات کو قبول کیا اور ابن زیاد کو یہ پیش کش لکھ بھیجی جس کے نتیجہ میں ابن زیاد نے حکم بھیجا کہ میں صرف ایک بات قبول کرتا ہوں کہ حسین بن علی اپنے پورے لشکر کے ساتھ ہماری اطاعت کرلیں۔ (فوائد نافعہ:ج:۲:ص:۲۲۳)

حضرت حسینؓ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اپنے متبعین کو نہایت پرجوش انداز میں خطبہ دیا۔ تمام رفقاء نے وفاداری کا بھرپور یقین دلایا۔ رات تمام حضرات نے اپنے رب کے حضور آہ وزاری کرتے ہوئے گزار دی۔ دشمن کے مسلح سوار ساری رات خیموں کے گرد گھومتے

رہے۔ آخر دس محرم کو فجر کی نماز کے بعد حضرت حسینؓ نے اپنے اصحاب کی صفیں قائم کیں جن کی کل تعداد ۷۲ تھی۔ میدان کربلا میں عمر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ اس طرح باقاعدہ لڑائی شروع ہوگئی۔ دونوں طرف سے ہلاکتیں اور شہادتیں ہوتی رہیں۔ آخر کار دغابازوں کا لشکر حاوی ہوا۔ نتیجۃً حضرت حسین کا خیمہ جلا دیا گیا۔ دشمنوں نے انتہائی سفاکی اور بیدردی سے معصوم بچوں کو بھی خون میں نہلانے سے دریغ نہ کیا۔ چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا جب زرعہ بن شریک نے نواسہ رسول کے بائیں کندھے پر تلوار کا وار کیا، کمزوری سے پیچھے کی طرف ہٹے تو سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے نیزہ مارا جس کی وجہ سے آپ زمین پر گر پڑے۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے خاتون جنت کے نور نظر کو ذبح کر دیا، سر تن سے جدا کر دیا۔ اس خون ریز معرکہ میں حضرت حسینؓ کے ۷۲ ساتھی شہید اور کوفیوں کے ۸۸ آدمی قتل ہوئے۔ ظلم بالائے ظلم یہ کہ حضرت حسینؓ کا سر کاٹ کر ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا تو اس نے انتہائی گستاخی کر کے چھڑی کے ذریعے نواسہ رسول کے ہونٹوں کو چھیڑ کر جسد خاکی کی توہین کی اور یزید کو لکھ بھیجا کہ میں نے حسین کا سر قلم کر دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ: ج:۴: ص:۵۷۴ تا ۶۰۲ ملخصاً، تاریخ ابن خلدون: ج:۲: ص:۵۲۹ تا ۵۴۸)

دسویں محرم کے ڈھلتے سورج نے انسانیت کی تاریخ کا یہ دردنان ک واقعہ دیکھا جس کو خون سے رنگین دھرتی نے اپنے سینے پر ہمیشہ کے لئے نقش کر دیا نوجوانان جنت کے سردار اور خانہ نبوت کے چشم و چراغ نے اپنے خون سے شجرہ اسلام کو سیراب کر کے انمٹ داستان رقم کی جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

یزید بن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

یزید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقرر کردہ حاکم تھا۔ چونکہ یزید حکومتی معاملات

کو والد صاحب کے ساتھ رہ کر اچھی طرح سمجھ چکا تھا اور معاملاتی زندگی میں تجربات کو خاص دخل ہے۔ اس لئے حضرت امیر معاویہؓ نے اس کو حاکم بنا دیا۔ مگر آپ کی وفات کے بعد اس کا رویہ کچھ کا کچھ ہو گیا، جس کی وجہ ایک عظیم سانحہ ”واقعہ کربلا“ پیش آیا اور آل رسول کا خون بہا۔

”یزید“ اسلاف واکابرینِ امت کی نظر میں:

1: امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ):

آپ فرماتے ہیں:: ”لَا یَنۡبَغِیۡ اَنۡ یُّرۡوٰی عَنۡہُ“ ۔ (میزان الاعتدال للذھبی ج ۴ ص ۴۴۰ رقم الترجمۃ ۹۷۵۴)

ترجمہ: یزید سے روایت نہ کی جائے۔

علامہ ابن تیمیہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: **قِیۡلَ لَہٗ اَتَکۡتُبُ الۡحَدِیۡثَ عَنۡ یَزِیۡدَ بۡنِ مُعَاوِیَۃَ فَقَالَ لَا وَلَا کَرَامَۃَ، اَوَلَیۡسَ ھُوَ الَّذِیۡ فَعَلَ بِاَھۡلِ الۡمَدِیۡنَۃِ مَا فَعَلَ.** (مجموع الفتاوی لابن تیمیۃ ج ۳ ص ۲۲۳)

ترجمہ: امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ یزید بن معاویہ سے حدیث لکھیں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں اس کی کوئی وقعت نہیں۔ کیا یہ وہی شخص نہیں کہ جس نے اہل مدینہ کے ساتھ اتنا ظلم کیا جو بیان سے باہر ہے۔

2: امام ابوبکر الجصاص الحنفی (م ۳۱۰ھ):

آپؒ فرماتے ہیں: ”**کَانَ اَصۡحَابُ النَّبِیِّ ﷺ یَغۡزُوۡنَ بَعۡدَ الۡخُلَفَآءِ الۡاَرۡبَعَۃِ مَعَ الۡاُمَرَاءِ الۡفُسَّاقِ وَغَذَا اَبُوۡ اَیُّوۡبَ الۡاَنۡصَارِیُّ مَعَ یَزِیۡدَ اللَّعِیۡنِ**“ ۔ (احکام القرآن للجصاص: ج: ۳: ص: ۱۷۵)

ترجمہ: نبی علیہ ﷺ کے صحابہ خلفاء اربعہ کے بعد فساق امراء کے ساتھ ملکر جہاد کرتے رہے، ابوایوب انصاری نے یزید لعین کے ساتھ ملکر جہاد کیا۔

3: علامہ ابن تیمیہ الحرانی (م ۷۲۸ھ):

آپ رقمطراز ہیں: وَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ لَا یَخْتَارُ اَنْ یَکُوْنَ مَعَ یَزِیْدَ وَلَا مَعَ اَمْثَالِہٖ الْمُلُوْکِ الَّذِیْنَ لَیْسُوْا بِعَادِلِیْنَ“ ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ج:۴: ص:۲۵۱، ۲۵۲)

ترجمہ: جو اللہ اور آخرت کے دن پر انعام رکھتا ہو وہ یہ نہیں چاہے گا کہ یزید اور اس جیسے دوسرے ملوک کے ساتھ رہے جو عادل نہیں تھے۔

4: مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ):

آپؒ فرماتے ہیں: ” یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ کَانَ نَاصِبِیًّا، فَظًّا غَلِیْظًا جَلْفًا یَتَنَاوَلُ الْمُسْکِرَ یَفْعَلُ الْمُنْکَرَ اِفْتَتَحَ دَوْلَتَہٗ بِقَتْلِ الشَّھِیْدِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاخْتَتَمَھَا بِوَاقِعَۃِ الْحَرَّۃِ فَمَقَتَہُ النَّاسُ وَلَمْ یُبَارَکْ فِیْ عُمْرِہٖ وَخَرَجَ عَلَیْہِ غَیْرُ وَاحِدٍ بَعْدَ الْحُسَیْنِ کَاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ لِلّٰہِ “۔ (الروض الباسم: ج:۲: ص:۳۶)

ترجمہ: یزید بن معاویہ ناصبی، سنگدل، بدزبان غلیظ جفارکا، شراب خور اور بدکار تھا اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسینؓ شہید کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ کے قتل عام پر کیا اس لئے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہو سکی حضرت حسین کے بعد بہت صحابہ نے اس کے خلاف اللہ کی رضا کے لیے خروج کیا۔

5: حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقیؒ (م ۷۷۴ھ):

آپ فرماتے ہیں: وَکَانَ فِیْہِ نَظْرٌ اَیْضًا اِقْبَالٌ عَلَی الشَّھَوَاتِ وَتَرْکُ

بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فِی بَعْضِ الْاَوْقَاتِ وَاِعَانَتُهَا فِی غَالِبِ الْاَوْقَاتِ "۔(البدایہ و النہایۃ: ج:۸: ص:۲۳۰)

ترجمہ: یزید کا شہوات کی طرف میلان تھا اور بعض اوقات نماز چھوڑ دیتا تھا اور بسا اوقات نمازیں وقت قضاء پر پڑھتا۔

6: علامہ کمال الدین الدمیریؒ (م ۸۰۸ھ):

آپؒ لکھتے ہیں: **"سُئِلَ الْکَیَا الْھَرَاسِیُّ الْفَقِیْہُ الشَّافِعِیُّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ ھَلْ ھُوَ مِنَ الصَّحَابَۃِ اَمْ لَا؟ وَھَلْ یَجُوْزُ لَعْنُہُ اَمْ لَا؟ فَاَجَابَ اَنَّہُ لَمْ یَکُنْ مِنَ الصَّحَابَۃِ لِاَنَّہُ وُلِدَ فِیْ اَیَّامِ عُثْمَانَ، وَاَمَّا قَوْلُ السَّلْفِ فَفِیْہِ لِکُلٍّ وَاحِدٍ مِنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِکٍ وَاَحْمَدَ قَوْلَانِ؛ تَصْرِیْحٌ وَتَلْوِیْحٌ، وَلَنَا قَوْلٌ وَاحِدٌ، التَّصْرِیْحُ دُوْنَ التَّلْوِیْحِ، وَکَیْفَ لَا یَکُوْنُ کَذٰلِکَ وَھُوَ مُتَصَیِّدٌ بِالْفَھْدِ وَاللَّاعِبِ بِالنَّرْدِ وَمد مِنَ الْخَمَرِ"۔(حیوٰۃ الحیوان للدمیری: ج:۲: ص:۸۴)**

ترجمہ: الکیا الہراسی جو شافعی فقیہ ہیں، ان سے پوچھا گیا کہ یزید بن معاویہ صحابی ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کو لعن طعن کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا وہ صحابی نہیں ہے، کیوں کہ وہ دور عثمان میں پیدا ہوا تھا، اور سلف میں سے امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کے اس بارے میں دو قول ہیں ایک میں تصریح ہے اور ایک میں تلویح۔ ہمارے لئے تو تصریح کا ہی قول ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ چیتے کا شکار کرنے والا، نرد کھیلنے والا اور دائمی شرابی تھا۔

7: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ):

آپ فرماتے ہیں: **" وَلَمْ یَقَعْ لَہُ فِی الْمُسْنَدِ رِوَایَۃٌ وَاِنَّمَا لَہُ مُجَرَّدُ ذِکْرٌ"۔(تعجیل المنفعہ لابن حجر ج ۲ ص ۳۷۳، رقم الترجمہ ۱۱۸۹)**

ترجمہ: مسند میں اس کی کوئی روایت مذکور نہیں صرف یزید کا ذکر آیا ہے۔

مزید تصریح کردی ہے:" وَلَيْسَتْ لَهُ رِوَايَةٌ تُعْتَمَدُ ".(تہذیب التہذیب لابن حجر ج۷،ص۱۸۵)

ترجمہ: یزید کی کوئی بھی ایسی روایت نہیں جو قابل اعتماد ہو۔

مزید لکھا ہے یزید کی جو مخالفت صحابہ وغیرہ نے کی تھی وہ اس کے ظالم اور فاسق ہونے کی وجہ سے کی تھی۔

8:حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م۱۱۷۶ھ):

آپؒ فرماتے ہیں: یزید ان بارہ خلفاء کے درمیان سے ساقط ہے، اس لئے کہ عرصہ تک اس کی سلطنت مضبوط نہ ہوئی تھی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ بری سیرت کا مالک تھا۔ (قرۃ العینین :ص:۲۴۱)

9:حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ(م۱۲۹۷ھ)

فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ نے جب یزید پلید کو اپنی ولی عہد مقرر کیا تھا اس کا فسق ظاہر نہ تھا اگر کچھ کیا ہوگا تو در پردہ جس کی خبر حضرت امیر معاویہ کو نہ تھی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام :ج:۱:ص:۲۷۲)

10:حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ(م۱۳۲۳ھ):

آپ فرماتے ہیں: لہذا یزید کو کافر کہنے سے احتیاط کی جائے مگر وہ فاسق بے شک تھا۔ (فتاویٰ رشیدیہ:ص:۴۹)

11:حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ(م۱۳۶۲ھ):

آپ فرماتے ہیں: یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ:ج:۴:ص:۵۶۴)

12: حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (م ۱۳۷۷ھ):

آپ فرماتے ہیں: ”یزید امیر معاویہ کی وفات کے بعد کھلم کھلا فسق و فجور میں مبتلاء ہو چکا تھا۔“ (مکتوبات شیخ الاسلام: ج:۱: ص:۲۶۶ ملخصاً)

محرم الحرام کے اہم واقعات

۱:۔ ماہ محرم ۷ھ میں غزوہ خیبر پیش آیا جس میں مسلمانوں کے مقابلے میں یہود تھے۔ اللہ رب العزت کی مدد و نصرت کے طفیل مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

۲:۔ ماہ محرم ۱۴ھ میں جنگ قادسیہ ہوئی تین دن کی سخت لڑائی کے بعد چوتھے دن امیر لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

۳:۔ ماہ محرم ۱۸ھ میں امین الامت ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ نے ہزاروں فرزندان اسلام کے ساتھ جام شہادت نوش فرما کیا۔ آپؓ شام و عراق کے علاقوں میں پرچم اسلام کی سر بلندی کیلئے مصروف عمل تھے۔ انہیں علاقوں میں مہلک وباء ”طاعون“ پھیل گئی۔ جس کے نتیجے میں آپؓ کی شہادت ہوئی۔ آپ کی وصیت کے مطابق اردن کے شہر نحل میں آپ کی تدفین ہوئی۔

۴:۔ محرم الحرام ۱۸ھ میں گورنر دمشق یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات ہوئی تو امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ نے ان کے بھائی حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کو گورنر مقرر فرمایا۔ پھر عہد عثمانی میں امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی امانت و ذہانت، قابلیت کو دیکھتے ہوئے لبنان، اردن اور قبلہ اول فلسطین کی گورنری بھی آپ کے سپرد کر دی۔

۵:۔ محرم الحرام ۲۱ھ میں فاتح مصر جلیل القدر صحابی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحانہ طور پر مصر میں داخل ہوئے۔ آپ کی قابل قدر شاندار فتوحات کی وجہ سے امیر

المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ہی کو مصر کا گورنر مقرر فرما دیا۔

۶:۔ یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت کی تمام ذمہ داریاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہمی مشاورت سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپرد کردی گئیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق اراکین شوریٰ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷:۔ محرم الحرام ۳۷ھ خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین عارضی صلح ہونے پر جنگ صفین ختم ہوئی۔

۸:۔ دس محرم الحرام ۶۱ھ میں نواسہ رسول ﷺ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں رافضیوں کے پروپیگنڈے کی وجہ سے اپنا اور اپنے اہل بیت کے خون کا نذرانہ پیش کر کے رتبہ شہادت پر فائز ہوئے اور جرأت و بہادری کی ایک تاریخ رقم فرما گئے۔

۹:۔ محرم الحرام ۷۴ھ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار فانی سے رحلت فرما گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تفسیر، حدیث اور فقہ میں بہت بلند مقام فرمایا تھا۔

۱۰:۔ ماہ محرم ۱۶۱ھ میں گورنر مدینہ جعفر بن سلیمان کی زیر نگرانی مسجد نبوی کی توسیع کا عظیم الشان کام شروع ہوا۔